مبتدا کی تعریف

مبتداابتدأ یبتدأ ابتداءً باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی شروع کیا ہوا، چونکہ جہاں مبتدا ہوتا ہے تو بات بھی وہی سے شروع ہوتی ہے اس لئے اس کو مبتدا کہتے ہے

مبتدا وہ اسم (حقیقی یا تاویلی) ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند إلیہ ہو یعنی خبر کی نسبت اس کی طرف ہو رہی ہو جیسے اسم حقیقی کی مثال (زيدٌ قائمٌ) اور اسم تاویلی کی مثال:

﴿وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون﴾، یہاں ﴿أن﴾ مصدریہ ﴿تصدقوا﴾ فعل مضارع پر داخل ہوا تو اس کو بتاویل مصدر یعنی (تصدقكم خيرٌ لكم) کے تاویل میں کر کے مبتدا بن رہا ہے۔

اور بعض نحویوں یعنی علامہ زمخشری اور اس کے متبعین کا مذہب یہ ہے کہ مبتدا کا عامل تو معنوی ہوتا ہے یعنی ابتدا، لیکن خبر کا عامل لفظی ہوا کرتا ہے یعنی مبتدا اس میں عامل ہوتا ہے۔

تیسرا مذہب شیخ رضی اور اس کے متبعین کا ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مبتدا اور خبر دونوں ایک دوسرے میں عمل کر رہے ہیں تو ان کے ہاں گویا کہ دونوں کے عامل لفظی ہیں۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

مبتدا کے متعلق چند اہم مسائل

مبتدا کے متعلق پہلا مسئلہ

واصل المبتدأ التقديم: پہلا مسئلہ یہ بیان فرمار ہے ہیں کہ مبتدا کے لئے اصل صورت یہ ہے کہ وہ خبر سے مقدم ہوگا۔

ایک وجہ اس کی یہ ہے کہ مبتدا (موصوف اور ذات) کے درجہ میں ہوا کرتا ہے اور خبر (صفت اور حال) کے درجہ میں ہوتی ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ ذات مقدم ہوتی ہے صفت اور حال پر، اور موصوف بھی مقدم ہوتا ہے صفت پر، لہذا مبتدا بھی خبر پر مقدم ہوگا جیسے (زیدٌ قائمٌ) میں (زیدٌ) مبتدا ہے جو مقدم ہے اور (قائمٌ) خبر ہے جو کہ مؤخر ہے۔

مبتدا کے لئے دوسرا مسئلہ

(وقد يكون المبتدأ نكرةً) مبتدا کے لئے دوسرا مسئلہ بیان فرمار ہے ہیں کہ مبتدا میں اصل تو یہ ہے کہ وہ معرفہ ہوگا لیکن کبھی کبھار اصل کو چھوڑ کر اس کو نکرہ کی صورت میں لانا بھی جائز ہے چھ قسم کے مقامات ہیں جن میں مبتدا کو نکرہ لایا جاسکتا ہے:

(۱) التخصيص بالصفة:

پہلا مقام تخصیص بالصفت کا ہے یعنی کسی اسم نکرہ میں اس کی صفت کے ذریعے کچھ تخصیص پیدا ہوگئی ہو، تو اس نکرہ کو مبتدا بنانا جائز ہے جیسے فرمان باری تعالی ہے ﴿ولعبدٌ مؤمنٌ خيرٌ من مشركٍ﴾ دیکھئے اس میں (عبدٌ) اگرچہ نکرہ ہے لیکن (مؤمنٌ) کے ذریعے اس کی صفت بیان کر کے اس میں ایک گونہ تخصیص پیدا ہوگئی اور معرفہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ مشابہت پیدا ہوگئی، اس لئے اس کو مبتدا لایا گیا ہے جو کہ جائز ہے۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

۔وہ نکرہ جوموصوف کا نائب ہو جیسے مومن خیر من مشرک ۔مومن مشرک سے بہتر ہے۔

یہ مثال ہے نکرہ موصوفہ کی۔اس لئے کہ ولعبد میں ہر قسم کا غلام شامل ہے خواہ مومن ہو یا کافر جب عبد کی مومن کے ساتھ وصف بیان کی تو عبدٌ میں تخصیص آگئی اس لئے اس کو مبتدا بنانا درست ہے۔

(۲) التخصيص بأحد الجنسين

دوسرا مقام نکرہ کو خاص کرنے کا تخصیص بأحد الجنسین کا ہے مثال کے طور پر آپ کو یہ تو معلوم ہو کہ اس گھر میں ضرور کوئی نہ کوئی تو ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مرد ہے یا عورت ،اس لئے آپ نے پوچھا کہ (أرجلٌ في الدار أم امرأةٌ؟) لہٰذا یہاں (رجلٌ) اور (امرأةٌ) نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا بن سکتے ہیں؛ اس لئے کہ ان کے ذریعے ایک جنس کی تخصیص ہوئی ہے۔

ارجل فی الدار ام امراۃ ۔یہ مثال ہے اس نکرہ کی جس پر ہمزہ استفہام داخل ہو۔جب ہمزہ استفہام کے مقابلہ میں اَمْ متصلہ ہو تو وہاں دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کا سوال ہوتا ہے اور سائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ ان چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کونسی چیز موجود ہے تو جب جواب دینے والا جواب دے گا تو دو چیزوں میں سے ایک متعین ہو جائیگی۔

(۳) التخصيص بسبب الوقوع في حيز النفي

(وما أحدٌ خيرٌ منک) یہاں (أحدٌ) اسم نکرہ ہے اور اس کے باوجود اس کا مبتدا واقع ہونا صحیح قرار دیا گیا ہے؛ اس لئے کہ اس میں بھی ایک گونہ خصوصیت پیدا ہوگئی ہے، وہ اس طرح کہ (أحدٌ) اسم نکرہ ہے اور تحت النفی واقع ہے اور قاعدہ ہے کہ نکرہ تحت النفی عموم کا فائدہ دیتا ہے، لہٰذا مذکورہ مثال میں تمام افراد سے خیریت کی نفی ہوگی کہ اے مخاطب آپ سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے، تو بہتر ہونا فرد واحد کے لئے ثابت ہوگیا اس طرح اس میں تخصیص پیدا ہوگئی ہے۔

۔نکرہ تحت النفی ہو یعنی نکرہ پر حرف نفی ہو جیسے ما احد خیر منک تجھ سے بہتر کوئی نہیں

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

وما احد خير منک یہ مثال نکرہ تحت النفی کی ہے اور نکرہ تحت النفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عموم میں افراد کا مجموعہ ہوتا ہے اور افراد کا مجموعہ امر واحد ہوتا ہے اس میں تعدد نہیں ہوتا اس لئے اسمیں تخصیص پیدا ہوگئی۔

(۴) التخصیص بصفة محذوفة یا التخصیص بتقدیم ما حقه التاخیر

(وشرٌ اھرَّ ذا ناب) اس مثال میں (شرٌ نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا واقع ہوا ہے؛ اس لئے کہ اس میں تخصیص کی گئی ہے، اور اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

نکرہ محصورہ ہو جیسے شر اھر ذانا ب۔ کچلی دانت والے کا بھونکنا برا ہے۔

ایسی برائی جس نے کتے کو بھونکنے پر مجبور کر دیا۔

(۱) پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس میں صفت محذوفہ مان کریں پڑھا جائے (شرٌ عظیمٌ اھرَّ ذا ناب) تو جس طریقے سے صفت مذکورہ سے تخصیص کے معنی پیدا ہو سکتے ہیں جیسے ﴿ولعبدٌ مؤمنٌ خیر من مشرک﴾ میں گذر گیا، اسی طرح صفت محذوفہ کی وجہ سے بھی تخصیص کے معنی پیدا ہو سکتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ (شرٌّ) (أهرَّ) کے ضمیر فاعل سے بدل واقع ہو رہا ہے اور بدل فاعل کے حکم ہوتا ہے، اور قاعدہ ہے کہ فاعل فعل کے بعد ہی ہوتا ہے لہذا فاعل حکمی بھی جو کہ بدل ہے اپنے مبدل منہ کے بعد ہی ہوگا، لیکن یہاں ہم نے دیکھا تو فاعل حکمی یعنی (شرٌ) کو (اھر) کی ضمیر فاعل پر مقدم کیا گیا ہے اور قاعدہ ہے کہ (التقدیم ما حقه التاخیر یفید الحصر والاختصاص) لہذا جب اس کی وجہ سے (شرٌ) میں تخصیص آگئی تو نکرہ ہونے کے باوجود اس کو مبتدا بنانا جائز ہے۔

شَرٌّ اھرَّ ذاناب۔ یہ مثال نکرہ محصورہ کی ہے اسمیں تخصیص اس طرح آتی ہے کہ التقدیم ما حقه التاخیر یفید الحصر والا ختصاص ۔یعنی جس کا حق یہ تھا کہ اس کو موخر لایا جائے مگر اس کو مقدم کر دیا گیا تو تقدیم کی وجہ سے حصر اور تخصیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ اصل عبارت تھی اھر ذاناب شرٌّ اس لئے کہ عرب لوگ اس کی جگہ اھر ذاناب شرا استعمال کرتے ہیں۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

اس مثال میں شَرّ کے اندر تخصیص کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے آخر میں تنوین تعظیم کی ہے تو اس لحاظ سے معنی یہ ہوا شرٌّ عظیمٌ اهرٌ ذانا ب۔ تو جب شر عظیم کہا تو اس میں حصیص پیدا ہوئی۔

(۵) التخصیص بتقدیم الخبر

فی الدار رجلٌ سے بھی (التقدیم ما حقه التاخیر یفید الحصر والاختصاص) کے اصول والی صورت بیان فرمارہے ہیں بس اس میں اور ماقبل والی صورت میں صرف یہ فرق ہے کہ ماقبل میں فائدہ حکمی کو مقدم کرکے تخصیص پیدا کی گئی تھی اور یہاں خبر کو مقدم کرکے تخصیص پیدا کی گئی ہے لہذا جب اس میں تخصیص آگئی تو (رجلٌ) نکرہ ہونے کے باوجود مبتدا بن سکتا ہے۔

وفی الدار رجل۔ یہ مثال جار مجرور مقدم کی ہے اس میں تخصیص اس طرح آتی ہے کہ جب متکلم نے فی الدار کہا تو سامع سمجھ گیا کہ اس کے بعد متکلم ایسی چیز ذکر کرے گا جو دار میں ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کونسی چیز ہے پھر جب متکلم نے رجل کہا تو دوسرے احتمال ختم ہو گئے اور رجل کو بلحاظ دوسرے افراد کے تخصیص حاصل ہو گئی۔

(٦) التخصیص بالنسبة إلى المتكلم

(وسلامٌ علیکَ) یعنی جہاں کہیں اسم نکرہ ہو لیکن متکلم کی طرف نسبت کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہو گئی ہو تو اس کا بھی مبتدا بنانا جائز ہے جیسے (سلامٌ علیکَ) میں ہے۔

(سلامٌ علیکَ) اصل میں (سلّمتُ سلاماً علیکَ) تھا، (سلاماً) مفعول مطلق کے فعل (سلّمتُ) کو حذف کیا گیا؛ کیونکہ اس پر (سلاماً) مفعول مطلق کا منصوب ہونا دلالت کر رہا تھا تو (سلاماً علیکَ) ہو گیا، پھر چونکہ یہ جملہ فعلیہ تھا جو کہ تجدد اور حدوث پر دلالت کر رہا تھا لیکن کسی کو سلام کرنے سے سلام کرنے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب کو میری طرف سے دوام اور استمرار یعنی ہمیشہ کے لئے سلامتی مل جائے، اور یہ مقصد جملہ اسمیہ سے ہی حاصل ہو سکتا تھا، لہذا (سلاماً) کے نصب کو رفع سے تبدیل کرکے جملہ اسمیہ یعنی (سلامٌ علیکَ) بنایا گیا۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

سلامٌ عليك یہ مثال نکرہ دعائیہ کی ہے اس میں تخصیص اسطرح آتی ہے کہ یہ اصل میں سلّمت سلاماً علیک تھا۔ فعل کو حذف کیا اور سلاماً کو نصب کی بجائے رفع دے دیا۔ اور جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی جانب عدول اس لئے کیا کہ جملہ فعلیہ حدوث اور تجدد پر دلالت کرتا ہے اور یہ مقام دعاء ہے اور دعاء میں دوام اور استمرار ہوتا ہے۔ اور دوام واستمرار جملہ اسمیہ میں ہوتا ہے اس لئے اس کو جملہ اسمیہ بنا دیا گیا۔

تقدیم مبتداء کا بیان

مبتدا کے متعلق تیسرا مسئلہ

مبتدا کے متعلق پہلا مسئلہ گذرا تھا کہ (أصل المبتدأ التقديم) تو وہ جوازی مسئلہ تھا یعنی مبتدا کو اپنے اصل پر رکھنا بھی جائز تھا اور اس اصل کو چھوڑ کر خبر کو مقدم کرنا بھی جائز تھا، اب جواز کے بعد یہاں سے ایسے چار اصول اور مقامات بیان فرما رہے ہیں جہاں مبتدا کو مقدم کرنا واجب ہے۔

تقدیم مبتداء کا پہلا مقام

(إذا كان المبتدأ مشتملاً على ماله صدر الكلام) یعنی مبتدا ایسا کلمہ ہو جو صدارت کلام کو چاہتا ہو جیسے (من أبوك) یہاں مبتدا کو مقدم کرنا اس لئے واجب ہے کہ اگر اس کو مقدم نہیں کرینگے تو (مَنْ) جو صدارت کلام کو چاہتا ہے وہ صدارت ختم ہو جائیگی۔

یہ امام سیبویہؒ اور اس کے متبعین کا مذہب ہے جبکہ دیگر علماء نحوؒ کے ہاں (مَنْ) استفہامیہ خبر مقدم ہے اور (أبوكَ) مبتدا مؤخر ہے اس لئے کہ (مَنْ) حرف استفہام ہے

فائدہ ۱۵: چھ چیزیں ایسی ہیں جو صدارت کلام چاہتی ہیں: شرط، قسم، تعجب، استفہام، نفی، اور لام ابتدائیہ،

اور بعض حضرات کے ہاں تمنی اور ترجی بھی ان کے ساتھ شامل ہیں، تو ان کے ہاں کل آٹھ چیزیں ہو جائیگی۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

دوسرا مقام او کانا معرفتین: دوسرا مقام مبتدا کو خبر پر مقدم کرنے کا یہ ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں اور دونوں میں سے مبتدا کی تعیین پر کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو جیسے (اللہ خالقنا و رازقنا) اور (القرآن کتابنا) وغیرہ۔

ایسے مقام پر مبتدا کو اگر مقدم نہ کیا جائے تو مبتدا اور خبر آپس میں ملتبس ہو جائینگے اور پتہ نہیں چلے گا کہ کونسے اسم کو مبتدا اور کونسے کو خبر بنایا جائے، لہذا یہ اصول بتا دیا کہ ان میں سے جو مقدم ہوگا وہی مبتدا بنے گا۔

البتہ جہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے کوئی کہے: (أبو يوسف أبو حنيفة) تو ایسے مقام پر خبر کو مقدم کرنا بھی جائز ہے کیونکہ قرینہ موجود ہے کہ یہاں تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ ہمیشہ ادنی کی اعلی سے دی جاتی ہے نہ کہ اس کے برعکس، تو (أبو يوسف أبو حنيفة) کا معنی یہ ہوگا: کہ امام ابو یوسفؒ علم اور عمل میں امام ابو حنیفہؒ کی طرح ہے، لیکن اس کے برعکس نہیں ہوسکتا۔

تیسرا مقام

او متساویین: تیسری جگہ یہ ہے کہ جہاں مبتدا اور خبر دونوں نکرہ مخصوصہ ہوں اور تخصیص کے مقدار میں بھی دونوں بالکل برابر ہوں تو وہاں بھی التباس کے خوف سے بچنے کے لئے پہلے والے کو مبتدا بنایا جائے گا جیسے (أفضل منک أفضل منی) دیکھئے یہاں دونوں جگہ (افضل) صیغہ اسم تفضیل نکرہ ہے اور پھر دونوں کی تخصیص (مِنْ) کے ذریعے ضمائر کی طرف برابر درجے کی گئی ہے، لہذا یہاں بھی پہلے والے کو ہی مبتدا بنایا جائے گا۔

تقدیم مبتدا وجوباً کا تیسرا مقام یہ ہے کہ مبتدا اور خبر دونوں برابر ہوں یعنی دونوں نکرہ ہوں اور تخصیص میں دونوں برابر ہوں یعنی دونوں میں کسی نہ کسی لحاظ سے تخصیص پائی جاتی ہو، جیسے افضل منک افضل منی ۔ جو تجھ سے بہتر ہے وہ مجھ سے بہتر ہے اس لئے کہ میں تجھ سے ادنیٰ ہوں ۔ اس صورت میں مبتدا کو مقدم کرنا اس لئے واجب ہے کہ اگر مبتدا کو موخر کریں تو خبر میں مبتدا واقع ہونے کی صلاحیت موجود ہے تو وہ مبتدا ظاہر ہوگی اور کلام کا مقصد الٹ ہو جائیگا جیسے مذکورہ مثال میں اگر یوں کہا جائے افضل منی افضل منک جو مجھ سے افضل ہے وہ تجھ سے افضل ہے۔ اس لئے کہ میں تجھ سے اعلی ہوں ۔ حالانکہ متکلم کا مقصد اپنے آپ کو مخاطب سے ادنی ثابت کرنا ہے ۔ جب معنی فاسد ہو جاتا ہے تو مبتداء کو موخر کرنا درست نہیں بلکہ اس کو مقدم کرنا واجب ہے۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani

چوتھا مقام

او كان الخبر فعلاً له: چوتھی جگہ یہ ہے کہ خبر جملہ فعلیہ کی صورت میں ہو جیسے (زیدٌ قامَ) اور (عمروٌ کتبَ)، یہاں اگر مبتدا کو مقدم نہیں کیا گیا تو التباس لازم آئے گا کہ (زیدٌ اور عمروٌ) مبتدا ہیں یا (قامَ اور کتبَ) کے لئے فاعل ہیں۔

www.lughatulquran.com © copy rights reserved Anjum gillani